

Analysis of the Torture and Custodial Death (Prevention and Punishment) Act 2020

تشدد اور حراستی اموات (روک تھام اور سزائیں) ایکٹ 2020

تجزیہ و تبصرہ:

اس قانون کا بنیادی مقصد حراستی اموات اور تشدد کو روکنا اور جرم قرار دینا ہے جو کہ پاکستان کے Criminal Justice system میں عام اور بڑے پیمانے پر ہو رہے ہیں۔ حراستی اموات اور تشدد کے بڑھتے واقعات نے پاکستان میں قانون کی حکمرانی کو بہت متاثر کیا ہے۔ حراستی اموات اور تشدد کو روکنے کے لئے ابھی تک پاکستان میں کوئی خصوصی قانون موجود نہیں ہے۔ اگرچہ آئین پاکستان کا آرٹیکل 14(2) اور آرٹیکل 10 واضح طور پر غیر قانونی طور پر گرفتاری اور حراست کی ممانعت کرتا ہے اس کے ساتھ ہی پاکستان نے the United

‘Nations Convention Against Torture and other Cruel

the International اور Inhuman and degrading treatment or punishment (UNCAT) ،

Covenant on Civil and Political rights (ICCPR) 2010 کی توثیق بھی کر رکھی ہے گویا پاکستان ان پر عمل درآمد کا پابند ہے کہ وہ ان معاہدات کے تحت تشدد کی روک تھام کرے۔

دفعہ 1 مختصر ٹائٹل، وسعت، نفاذ:

دفعہ 1 میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ قانون پورے ملک کے ہر شہری پر لاگو ہوگا۔

دفعہ 2 تعریفات:

اس دفعہ میں مختلف تعریفات بیان کی گئی ہیں۔ ان میں کمیشن، شکایت، کسٹڈی، حراستی موت، تشدد، حراستی جنسی تشدد وغیرہ کی تعریفات شامل ہیں۔

دفعہ 3 تشدد کی سزا:

اس دفعہ میں تشدد کرنے یا تشدد میں مدد یا تشدد کرنے کی سازش کی سزا 3 سال سے کم نہ ہوگی، جو کہ 10 سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانہ

، جو کہ 2 لاکھ تک ہو سکتا ہے۔

مزید ذیلی دفعہ 2 میں یہ کہا گیا ہے کہ ایسا سرکاری ملازم یا ایسا شخص جس کی ڈیوٹی ہی تشدد کا روک تھا مگر نا کام ہوتا ہے تو اسکو ایسی سزائے قید جو کہ 3 سال سے کم نہ ہوگی اور جو کہ 5 سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانہ جو کہ ایک لاکھ روپے تک ہو سکتا ہے۔

مزید ذیلی دفعہ 3 میں ایسا سرکاری ملازم یا ایسا شخص جو سرکاری ملازم کے ماتحت ہو کسی پر اقدام تشدد کرتا ہے، یا کسی طرح تشدد میں حصہ دار بنتا ہے، تو اسکو ایسی سزائے قید جو کہ 1 سال سے کم نہ ہوگی اور جو کہ 3 سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانہ جو کہ ایک لاکھ روپے تک ہو سکتا ہے۔

اس دفعہ میں مزید یہ بھی موجود ہے کہ جرمانہ اگر ادا ہو جائے تو یہ متاثرہ فرد کو دے دیا جائے گا اگر نہیں ادا کیا جاتا تو سزا قید میں مزید اضافہ کیا جائے گا جو کہ 3 سال تک ہو سکتا ہے۔

دفعہ 4 حراستی موت یا حراستی جنسی تشدد کی سزا:

اس دفعہ میں حراستی موت یا حراستی جنسی تشدد کرنے یا ان جرائم میں مدد یا ان جرائم کے کرنے کی سازش کی سزا عمر قید ہوگی ، اور جرمانہ، جو کہ 3 لاکھ تک ہو سکتا ہے۔

مزید ذیلی دفعہ 2 میں یہ کہا گیا ہے کہ ایسا سرکاری ملازم یا ایسا شخص جس کی ڈیوٹی تھی اگر غیر ارادتی یا لاپرواہی سے حراستی موت یا حراستی جنسی تشدد روکنے میں ناکام ہوتا ہے تو اسکو ایسی سزائے قید جو کہ 7 سال سے کم نہ ہوگی اور جو کہ 10 سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانہ جو کہ ایک لاکھ روپے تک ہو سکتا ہے۔ اس دفعہ میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ جرمانہ اگر ادا ہو جائے تو یہ ورثاء کو دے دیا جائے گا اگر نہیں ادا کیا جاتا تو سزا قید میں مزید اضافہ کیا جائے گا جو کہ 5 سال تک ہو سکتا ہے۔

دفعہ 5 حراستی شخص:

اس دفعہ میں کسی ایسے شخص کی حراستی کی اجازت نہیں دی گئی جس سے محض کسی ملزم کی معلومات حاصل کرنی ہو یا شہادت حاصل کرنی ہونہ ہی کسی مرد اہلکار کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ کسی عورت کو اپنی حراستی میں لے۔

دفعہ 6 بذریعہ تشدد حاصل کردہ بیان:

اس دفعہ کے تحت کوئی بھی ایسا بیان جو کہ دوران حراستی یا تشدد کے نتیجے میں حاصل کیا گیا ہو قابل قبول نہ ہوگا نہ ہی بطور شہادت کسی قانونی کارروائی میں جائز ہوگا۔

دفعہ 7 ناقابل ضمانت اور ناقابل راضی نامہ جرائم:

یہ جرائم ناقابل ضمانت اور ناقابل راضی نامہ ہونگے۔

دفعہ 8 درخواست گزاری:

اس دفعہ میں درخواست لگانے کا طریقہ کار واضح کیا گیا ہے۔ ایسی شکایت علاقائی سیشن عدالت کے دائرے اختیار میں قابل سماعت

ہوگی۔ اگر کوئی شکایت کنندہ عدالت کو تشدد کی درخواست دیتا ہے تو عدالت فوری طور پر اس کا بیان لے کر میڈیکل کرانے کی ہدایت دے گی اور 24 گھنٹوں میں رپورٹ لے گی اگر تشدد ثابت ہوتا ہو تو سیشن عدالت کو یہ رپورٹ بھیجی جائیگی تاکہ وہ اقدامات لے۔ سیشن عدالت ایجنسی کو تفتیش کرنے اور 15 دن میں رپورٹ جمع کرانے کی ہدایت کرے گی۔ ایسی رپورٹ کے جمع ہوتے ہی عدالت دن بدن اس مقدمے کی سماعت کرے گی اور 60 دن میں مقدمہ کا فیصلہ کرے گی۔ عدالت سوائے انصاف کے تقاضوں کہ ایسے مقدمے کو ملتوی نہیں کرے گی اگر ضروری ہو تو صرف 30 دن کا التواء ہوگا۔

دفعہ 9 جھوٹی شکایت کی سزا:

اگر شہادتوں سے ایسی شکایت جھوٹی ثابت ہوئے تو پھر سزائے قید جو کہ 1 سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانہ جو کہ 5 ہزار تک ہو سکتا ہے۔

دفعہ 10 جرائم کی تفتیش:

اس دفعہ کے تحت ایجنسی کو اس قانون میں موجود ایسے جرائم کی تفتیش کا اختیار حاصل ہوگا۔ عدالت کے حکم پر دوران تفتیش ایجنسی کو وہی اختیارات حاصل ہونگے جو کہ Investigation Agency Act 1974 Federal میں موجود ہیں۔ اس دفعہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر دوران جسمانی ریمانڈ جو کہ فوجداری قانون کی دفعہ 167 کے تحت دیا گیا ہو اگر اس جرم کے ارتکاب کے ثبوت نظر آئے تو مجسٹریٹ میڈیکل ٹھوقلیٹ کا حکم دے گا۔ رپورٹ مثبت آنے پر سیشن عدالت کو یہ رپورٹ بھیج دے گا۔

دفعہ 11، سرکاری ملازم کے تبادلہ یا معطلی کے بارے میں متعلقہ حکومتی ادارے کو آگاہی:

عدالت کسی بھی مرحلے پر ایسے سرکاری ملازم جس پر اس قانون کے تحت تفتیش چل رہی ہو کے بارے میں اس کے متعلقہ ادارے کو اس سرکاری ملازم کے خلاف کارروائی کی تفصیلات اور یہ تجاویز کہ اس ملازم کو اسکی ذمہ داریوں سے معطل یا تبادلہ اس جگہ سے جہاں یہ جرم سرزد ہوا یا کسی بھی عوامی ذمہ داری سے معطل کر دیا جائے جب تک ایسا سرکاری ملازم اس الزام سے بری نہ ہو جائے۔

دفعہ 12 مقدمات کا ٹرائل:

سیشن عدالت کو اس قانون کے تحت جرائم کے ٹرائل کا اختیار سماعت حاصل ہے۔

دفعہ 13 اپیل:

اس قانون کے تحت دی گئی بریت یا سزا کے خلاف اپیل 30 دن اندر ہائی کورٹ میں دائر کی جاسکتی ہے۔

دفعہ 14 تفتیش، ٹرائل اور اپیل کی مدت:

اس قانون کے تحت جرائم کی تفتیش شکایت لگانے کے 14 دن کے اندر ہوگی۔ اگر اس مدت میں تفتیش مکمل نہیں ہوتی تو عدالت تحریری رپورٹ لے گی۔ اگر رپورٹ مکمل نہیں ہوتی تو ایجنسی اپنی عارضی رپورٹ عدالت میں جمع کروائے گی۔ عدالت باختیار ہوگی کہ وہ ان

معلومات پر ٹرائل کرے۔ ٹرائل چالان جمع ہونے کی تاریخ سے 3 ہفتہ میں مکمل ہوگا اور اپیل 30 دن میں مکمل ہوگی۔

دفعہ 15 اسپیشل پروٹکشن (خصوصی حفاظت):

اس دفعہ کے تحت متاثرہ فرد یا مدعی یا کوئی گواہ جس کو ملزم کی طرف سے تشدد کا اندیشہ ہو وہ اپنی حفاظت کے لئے عدالت میں پیشگی لگا سکتا ہے اور عدالت اس ضمن میں خصوصی احکامات صادر کر سکتی ہے۔

دفعہ 16: ادارہ دفاع نہیں بنے گا:

اس دفعہ کے تحت اس قانون کا ملزم اپنے ادارے یا اپنی پوزیشن کو اپنے دفاع میں استعمال نہیں کر سکے گا یعنی اس کا یہ عذر قابل قبول نہ ہوگا کہ اس نے اپنے ادارے کے کہنے یا اپنے اعلیٰ عہدے داروں کی وجہ سے متاثرہ کو تشدد کا نشانہ بنایا یا یہ احکامات اس کو اپنے ادارے سے ملے تھے۔ گویا اس کا ادارہ اس کا دفاع نہیں بن سکے گا۔ اس سے قبل پولیس اپنے عہدے یا کرسی کا سہارا لے کر مقدمے کی سزا سے بچ جاتے ہیں۔

دفعہ 17: ایمر جنسی کی صورت میں قانون کا عدم نہیں:

اس دفعہ کے تحت اگر ملک میں کوئی ناگہانی صورت حال نافذ ہو یعنی ایمر جنسی وغیرہ تو اس قانون کے تحت کمیشن کو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو deal کرتے ہوئے درج ذیل طریقہ کار کو اپنانے کا کہا گیا ہے مثلاً خود یا کسی پیشگی کی صورت میں یہ کمیشن وفاقی حکومت سے رپورٹ لے گی اور کیس درست ہے یا نہیں دونوں صورتوں میں وفاقی حکومت کو تجاویز دے گی۔ وفاقی حکومت 3 ماہ میں ان تجاویز پر عمل درآمد کے متعلق کمیشن کو مطلع کرے گی۔

دفعہ 18: دیوانی remedy کی راہ میں حائل نہیں ہوگا:

یہ قانون متاثرہ فرد کو حاصل کسی دیگر دیوانی remedy کی راہ میں حائل نہیں ہے، یعنی متاثرہ اگر چاہے تو دیوانی امداد جو اگر اس کو حاصل ہے تو اس کو حاصل کر سکتا ہے۔

دفعہ 19 تشدد کے شکار ملزم کی ضمانت:

اگر کوئی ایسا ملزم جو کہ ناقابل ضمانت جرم کا ملزم ہو اور اس پر اس قانون کے تحت تشدد کے قابل یقین ثبوت وہ شہادتیں موجود ہوں تو عدالت اس کو ضمانت دینے کی پابند ہے۔

دفعہ 20 وسعت پزیری:

سوائے کسی برعکس صورت کے یہ قانون کو تمام قوانین پر فوقیت حاصل ہوگی۔

دفعہ 21:

دفعہ 22 حکومتی ذمہ داریاں:

اس دفعہ کے تحت حکومتی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قانون کی آگاہی پیدا کرے گی۔

دفعہ 23 رکاوٹوں کا خاتمہ:

اس قانون کے اطلاق میں جو بھی روکا وٹیں حاصل ہونگی حکومت ان کو دور کرنے کے لئے مناسب اقدامات کرے گی۔

دفعہ 24 اصول و قواعد:

اس قانون کے زمرے میں اصول و قواعد بنائے جائیں گے اور 6 ماہ میں پارلیمنٹ میں پیش کیے جائیں گے۔

تبصرہ؛

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ایک بہترین قانون ہے۔ پولیس کے ہاتھوں انسانی حقوق کی پامالی کو روکنے کے لئے یہ ایک اچھا قدم ہے۔ سوائے چند ایک قانونی نقائص کے جن میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ بنیادی طور پر یہ قانون وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کیونکہ پاکستان میں تقریباً تمام ہی انتظامی ادارے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوث ہیں۔ لیکن محکمہ پولیس تو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے لئے ہراول دستہ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ کمیشن برائے انسانی حقوق پاکستان کی رپورٹ کے مطابق سال 2018 میں صرف پولیس گردی کے کئی واقعات رپورٹ ہوئے جن کا تعلق پولیس تشدد، ہراسمنٹ، دوران حراست اموات، پولیس بلیک میاٹنگ، ایف۔آئی۔آر درج کرنے سے انکار اور پولیس کرپشن سے تھا۔ مزید دیکھئے

see at <http://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2019/04/State-of-Human-Rights-in-2018-English-1.pdf> page 82

یہ صرف سال 2018 کی بات نہیں ہے بلکہ ہر روز یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ کمیشن برائے انسانی حقوق پاکستان کی ایک حالیہ پریس ریلیز کے مطابق گزشتہ برس اخباری اعداد و شمار کے مطابق حراست کے دوران 20 ہلاکتیں ریکارڈ ہوئی ہیں۔ حقیقت میں ایسی ہلاکتوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ مزید دیکھئے <http://hrcp-web.org/hrcpweb/jpp-hrcp-call-on-government-to-criminalise-torture/>

پاکستان میں لاء اینڈ آرڈر کے لئے ویسے تو کئی انتظامی ادارے اور ایجنسیاں ہیں مگر سب سے بڑا ادارہ یا زیادہ تر معاملات کو دیکھنے اور کنٹرول کرنے کا ذمہ دار پولیس کا محکمہ ہے۔ لیکن بعض اوقات یہ محکمہ یہ بات بھول جاتا ہے کہ اس کی ذمہ داری قانون کی حکمرانی قائم کرنا ہے اپنی حکمرانی قائم کرنا نہیں۔ اس کا کام عوام کی خدمت ہے اپنی خدمت نہیں ہے۔ انتظامی معاملات اور فساد فی الارض کو روکنے کے لئے دیگر انتظامی اداروں کی طرح اس محکمہ کو کئی اختیارات حاصل ہیں۔ مگر اکثر پولیس کا ادارہ ان اختیارات کا بے جا استعمال کرتا ہے۔ مثلاً اس ادارے کو فوجداری قانون کے تحت محض شک کی بنا پر کسی بھی مشکوک کو 24 گھنٹوں کے لئے اٹھانے کی اجازت حاصل ہے۔ مگر اس اجازت کا یہ محکمہ بے دریغ استعمال کر رہا ہے۔

کئی بے گناہ افراد کو مشکوک قرار دے کر ان کو اپنی حراست میں لیتا ہے اور ان پر انسانیت سوز تشدد کر کے ان سے اپنی مرضی کا قبالی بیان لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح بقول پولیس کہ وہ لاء اینڈ آرڈر قائم کر رہا ہے۔ جبکہ حقیقت میں اصل ملزمان آزاد گھوم رہے ہیں اور بے گناہ پولیس تشدد کو برداشت کر رہے ہیں۔

پاکستان میں صرف لاء اینڈ آرڈر ہی نہیں بلکہ فوجداری مقدمات کا سارا دار و مدار بھی پولیس اور اس کی گئی تفتیش پر ہوتا ہے۔ اگر پولیس ایمانداری سے مقدمات کی تفتیش کرے تو نہ تو ثبوت و شہادتیں ضائع ہوں نہ گواہ خاموش رہیں اور نہ ہی انصاف میں دیر ہو۔ لیکن بد قسمتی سے پولیس کے بعض تفتیشی افسران یا تو نااہل ہوتے ہیں اور نااہلی کی بنا پر شہادتیں ضائع کر دیتے ہیں یا پھر رشوت خوری کر کے جان بوجھ کر شہادتیں ضائع کرتے ہیں۔ اس سے وہ مظالموں کا انصاف پر سے نہ صرف بھروسہ ختم کرتے ہیں بلکہ عدالتوں میں مقدمات کی درست پیروی نہ کر کے وقت بھی ضائع کرتے ہیں۔ اس طرح ظالموں کا ساتھ دیتے ہیں جس سے ملک میں قانون کی حکمرانی قائم نہیں ہو پاتی۔

پولیس کے تفتیشی افسران کم وقت میں کسی بھی وقوعہ کی تفتیشی یا حقائق حاصل کرنے کے لئے بغیر ثبوت کے لوگوں کو محض شک کی بنا پر اپنی حراست میں لے کر ان لوگوں پر تشدد کر کے ان کو اپنے نہ کردہ گناہوں کو قبول کرنے کے لئے زور ڈالتی ہے۔ بعض اوقات پولیس کا یہ تشدد تھرڈ ڈگری کا ہوتا ہے جس سے کئی لوگ اپنی جان سے بھی چلے جاتے ہیں۔ the Centre for Public Policy and Governance, Policing, Custodial Torture and Human Rights کی 2013 کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں حراستی تشدد مقدمہ کی گواہی حاصل کرنے کا ایک ہتھکنڈہ ہے۔

مزید دیکھیے <https://www.thenews.com.pk/print/531583-custodial-crimes-no-legislation>

لہذا یہ قانون ایک بہترین قانون ہے اس سے حراستی اموات اور دوران حراست جنسی ہراسانی روک جائے گی۔ عوام کو اپنے حقوق کا پتہ چلے گا تو وہ پولیس کے ہاتھوں ہراساں ہونے سے بھی بچ جائیں گے۔ اس قانون سے اب پولیس اہلکاروں کو ان کی غیر قانونی حرکات پر سزا ہوگی اور ساتھ ہی وہ اپنی نوکری سے بھی جائیں گے۔ اس قانون سے تفتیش کا عمل بہتر ہو سکے گا اور اس سے قبل جو شواہد ضائع ہو جاتے تھے اب وہ عدالتوں تک پہنچ سکیں گے کیونکہ اب پولیس تفتیشی افسران کے پاس وقوعہ کو ثابت کرنے کا ایک ہی راستہ ہوگا کہ وہ حقائق و واقعات کو جائزہ لیں اور گواہان تلاش کر کے عدالتوں میں پیش کریں۔ حکومت وقت کو بھی چاہیے کہ وہ پولیس تفتیشی افسران کی جدید بنیادوں پر تربیت کا ماہانہ انتظام کرے۔ انکی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کرے۔ تھانوں میں سہولتوں میں اضافہ، پولیس کی ڈیوٹی کے اوقات کار مقرر کرے۔ تاکہ محض ان چیزوں کی وجہ سے پولیس کو ملزم پر تشدد کر کے ہی تفتیش نہ کرنی پڑے بلکہ وہ بھی ایسے شواہد و ثبوت تلاش کر سکیں جن سے کسی ملزم کو مجرم ثابت کیا جاسکے۔

جیسا کہ اول ذکر میں ہم نے یہ بتایا ہے کہ قانون بہترین ہے مگر چند قانونی نقائص کو دور کرنی کی ضرورت ہے۔ مثلاً اس قانون میں تشدد کرنے یا تشدد میں مدد یا تشدد کرنے کی سازش کی سزا ایک جیسی رکھی گئی ہیں اسی طرح حراستی موت یا حراستی جنسی تشدد

کرنے یا ان جرائم میں مدد یا ان جرائم کے کرنے کی سازش کی سزا ایک جیسی رکھی گئی ہے۔ جبکہ قانونی ماہرین ایک بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی جرم کو کرنے، اس میں مدد کرنے یا اسکی سازش تیار کرنے جیسے افعال تمام علیحدہ جرائم ہیں۔ جن کی سزائیں تعزیرات پاکستان میں موجود ہیں۔ جس ملزم پر جس قدر جرم شواہد کے ذریعے ثابت ہوتا ہے صرف اسی قدر سزا دی جاسکتی ہے۔ اس کی ایک مثال اقدام قتل اور قتل کی سزا کا مختلف ہونا ہے۔ اگر کسی ملزم پر تشدد کی سازش تیار کرنے کا جرم ثابت ہو تو اس کو ایک مکمل جرم یعنی تشدد کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ اور یہ بات ہر خاص و عام جانتا ہے کہ اس طرح کے قوانین جو کہ جرم کی تشکیل اور سزا میں ہی اتنے ابہام رکھتے ہوں ان سے سراسر فائدہ مجرم کو ہوتا ہے اور نا کافی شواہد یا شک کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ سزا سے بچ جاتے ہیں اور معاشرے میں نظام انصاف پر بے یقینی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

اس قانون میں جنسی تشدد اور حرستی موت کی سزا کو بھی ایک جیسا قرار دیا گیا ہے جو کہ عمر قید ہے حالانکہ موت ایک الگ جرم ہے جس کی سزا سوائے مجرم کو پھانسی دینے کے کوئی اور نہیں ہونی چاہے کیونکہ انصاف کے تقاضوں اور سب سے بڑھ کر اسلام کی رو سے قصاص لینے کا پورا حق اہل خانہ کو حاصل ہے۔ جو کہ کوئی قانون ان سے چھین نہیں سکتا۔ اگر قاتل پولیس اہلکاروں کو محض قید کی سزا دی جائے گی تو اس سے عوام میں بے چینی میں اضافہ ہوگا۔ کیونکہ پولیس اہلکاروں کے ہاتھ انسانیت سوز تشدد سہنے کے بعد قتل کرنے والے مجرم کو محض قید کی سزا ہونا دراصل انصاف کا قتل ہے۔

References:

In 2013, a report by the Centre for Public Policy and Governance, Policing, Custodial Torture and Human Rights identified that custodial torture is the prime tool of evidence collection in Pakistan. Furthermore, in 2016 a Human Rights Watch Report also highlighted disturbing incidents of gruesome torture and fake encounter killings of those in police custody.

<https://www.thenews.com.pk/print/531583-custodial-crimes-no-legislation>

(During the year, numerous reports emerged of police blackmail and extortion, torture and harassment during raids, custodial deaths, refusal to register FIRs, and corruption. Several cases of police corruption emerged from Sindh in 2018, as the Sindh government made inroads into exercising more power over the policing branch. An accountability court in August sentenced a senior superintendent of police to 10 years' imprisonment in a reference pertaining to embezzlement of Rs50 million. In September, the Sindh government requested an inquiry against 18 top police officers over allegations of corruption and illegal appointments .)

Analysis made by:

Women Islamic Lawyers' Forum (WIL Forum)

Karachi.

Research Department Team:

Advocate Talat Yasmeen

Advocate Afshan Saleem

Advocate Rahila Khan

